باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت۔ لاہور، اسلام آباد، ملتان، کراچی، حیدرآباد، پشاور، سکھر اور مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے شائع ہونیوالا قومی اخبار
ABC CERTIFIED

چیف ایڈیٹر: ضیا شاہد
روزنامہ خبریں
Daily KHABRAIN
اسلام آباد
راولپنڈی
ایڈیٹر: امتنان شاہد

جلد 26 | پیر 16 رمضان المبارک 1438ھ 12 جون 2017ء 29 جیٹھ 2073 ب صفحات 14 قیمت 13 روپے | شمارہ 133

کمال کا آدمی

ناصر نقوی ...... (جمع تفریق)
jamatafreeq@gmail.com

رزق حلال کمانا، ہر کلمہ گو کی پہلی ذمہ داری ہے اس لئے کہ "ہم اور آپ" جس مالک کائنات اور آقائے دو جہاں کا کلمہ پڑھ کر اپنے آپ پر فخر محسوس کرتے ہیں اس نے "نسخہ کیمیا" قرآن مجید ہمیں عطا کر کے "زندگی" بلکہ اچھی زندگی گزارنے کا ضابطہ حیات تھما دیا ہے پھر بھی اگر "ابن آدم" دنیا کی بھول بھلیوں میں بہک جائے تو یہ حکم خدا پر "حضرت آدم" کو سجدہ نہ کرنے والے نافرمان "ابلیس" کے کارنامے کے ساتھ ساتھ اس کی اپنی خواہشات اور مفادات کی کرامات بھی ہیں اس لئے کہ "ہم اور آپ" سب کچھ نہ چاہتے ہوئے بھی "اپنے اور پرائے" کے معاملات میں ڈنڈی مارنے کے قائل ہیں ہمیں ہر بات پر دوسرے کی رائے سے اختلاف ہے لیکن جب اپنی باری آجائے تو ہم ہر بات بھول جاتے ہیں اور تمام وہ باتیں کرتے ہیں جن سے تھوڑی دیر پہلے "اختلاف" کرتے ہیں وجہ صرف ایک ہی ہے کہ "مفادات" اور خواہشات کی تکمیل ہوتی دکھائی دیتی ہے بس یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ معاشرے میں سب کے سب انصاف کے متمنی ہیں لیکن خود "انصاف" سے میلوں دور دکھائی دیتے ہیں نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ ہمارے ادارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں کوئی ایسی روایت بھی دو قدم آگے نہیں بڑھ پاتی جس سے بداعتمادی کی فضا کا خاتمہ ہو سکے، اگر ایک محب وطن پاکستانی کی حیثیت سے حصول انصاف کے اداروں کا جائزہ لیں تو یقیناً شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ قدم قدم "معاونین انصاف" ہی قانون کی دھجیاں بکھیرتے دکھائی دیں گے اور اگر کہیں ایسا نہیں تو وہاں دونوں جانب سے اپنی فتح و کامیابی کیلئے جھوٹی گواہیوں کا سہارا نظر آئے گا اور جہاں یہ معاونت دکھائی نہیں دے گی وہاں طاقت، دھونس اور دھاندلی کا عمل دخل ہوگا پھر بھی الزام دوسروں پر ہی ہوگا کیونکہ ہر شخص اپنے "حق سچ" پر تمام تر بے ضابطگیوں کے باوجود قائم اس لئے رہتا ہے کہ اس کے مفادات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ اَب آپ ہی بتایئے کہ حضرت ابلیس کے مقابلے میں حضرت انسان ازخود "شیطان" بنے ہوئے ہیں یا نہیں؟ یعنی ہمیں شیطان نہ بھی بہکائے تب بھی معاشرہ شیطانی چیلوں سے بھرا پڑا ہے وہی ایسے کام دکھا رہے ہیں کہ "ابلیس" تو دور سے کھڑا مسکراتا محسوس ہوتا ہے اچھا دلچسپ بات یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی اس شیطانی رویئے کے ساتھ مختلف اداروں اور ان کے سربراہوں کے رویئے بھی ایسے ہیں کہ کوئی بھی شریف انسان زندگی کی کسی مشکل میں میں پھنس جائے تو برسوں نہیں نکل پاتا اس لئے کہ افسران اعلیٰ "Show Busy Do Nothing" کی پالیسی پر کاربند ہیں سارا سال ان کی میزیں فائلوں کے جتھوں سے آباد رہتی ہیں اور ذمہ داران کے پاس انہیں دیکھنے اور اس پر کارروائی کرنے کا وقت ہی نہیں، البتہ "میٹنگ میٹنگ" کھیلتے سارا وقت گزار دیتے ہیں، کام کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے حالانکہ اس کوتاہی سے وہ نہ صرف اپنے رزق حلال کو حرام بنا دیتے ہیں بلکہ قدرت کی عطا کردہ صلاحیتوں، دانش اور صحت و تندرستی کے ناشکرے بھی قرار پاتے ہیں پھر بھی اسی بے ڈھنگی چال میں اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہوئے پُرمسرت زندگی گزارنے میں مست ہیں "بیورو کریسی" جو کہ حقیقت میں "قومی خادمین" ہوتی ہے ان میں اکثریت اسی زمرے میں آتی ہے البتہ چند ایک ایسے ضرور فرض شناس ہوتے ہیں جن کے "دم قدم" سے کاروبار ریاست چلتا رہتا ہے اور "سب اچھا" کی رپورٹ حکام بالا و اعلیٰ تک پہنچتی رہتی ہے اور انصاف کے متلاشی دردر بھٹکتے رہ جاتے ہیں۔

ایسے نامساعد حالات میں اگر کوئی ادارہ ذمہ داری نبھاتا دکھائی دے تو حیرانگی ہوتی ہے اور ادارہ بھی ایسا جو آمرانہ دور کی یادگار ہی نہ ہو بلکہ وہاں دور زرداری کا تعینات کردہ سربراہ بھی موجود ہو، مجھے کیا سب کو یہ بات اچھی لگتی ہے اگر کوئی حکومت سابقہ حکومتوں کے "عوام دوست" اداروں کو مستحکم کرنے کی کوشش کرے، سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے قاتل جنرل ضیاالحق کے دور میں "وفاقی محتسب" کا ادارہ بنایا گیا وہ جیسے تیسے کام کرتا کرتا سابق مفاہمتی صدر آصف علی زرداری کے دور حکومت میں سابق بیوروکریٹ سلمان فاروقی کے سپرد کر دیا گیا انہوں نے اپنی زندگی کے بونس پیریڈ میں ایسے چوکے چھکے مارے کہ آج "وفاقی محتسب" کا ادارہ انتہائی اہمیت کا حامل ہو چکا ہے اور اس کے انصاف کی دھوم بین الاقوامی سطح پر محسوس کی جاسکتی ہے اسی طرح پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں غریب پروری کیلئے قائم کیا گیا "بینظیر انکم سپورٹ پروگرام" بھی دور نواز شریف میں نہ صرف جاری و ساری ہے بلکہ حکومت اس میں ہر سال اضافے کے ساتھ اسے مزید موثر بنانے کی کوشش کر رہی ہے ایسا لگتا ہے کہ ہم نے دو جمہوری ادوار میں "برداشت اور رواداری" کے بنیادی اصول سے کچھ نہ کچھ ضرور سیکھا ہے ورنہ ماضی کی روایات میں تو ہر نیا صاحب اقتدار پرانے منصوبوں پر سب سے پہلے پانی پھیرنے کا عادی تھا، اس وقت میرا فوکس "وفاقی محتسب" صرف اسی لئے ہے کہ سلمان فاروقی نے اپنی زندگی کو غریب عوام کے مسائل کو جلد از جلد حل کرنے کیلئے ایسی حکمت عملی ترتیب دی ہے کہ اگر ان کے افسران "سست روی" کا مظاہرہ کرنا بھی چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے، انہوں نے وفاقی اداروں کے ستائے ہوئے لوگوں کو ایک سادہ کاغذ پر شکایت سے نہ صرف انصاف دلانے کے ریکارڈ قائم کئے بلکہ بجلی، گیس، ریلوے جیسے اداروں کے اعلیٰ افسران کو جواب دہی پر مجبور کر دیا ایسا لگتا ہے کہ فاروقی صاحب خلق خدا کی بھلائی کیلئے اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں جب ہی تو خواتین سے ناانصافی کا معاملہ ہو یا کہ بچوں سے زیادتی، جیلوں کے بگڑے معاملات ہوں کہ بیرون ملک پاکستانیوں کی شکایات ہر سطح پر اپنے اختیارات کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں، وطن عزیز کے زرمبادلہ کمانے والے سپوتوں کیلئے ایئر پورٹ پر "ون ونڈو" نظام کا قیام، قومی کمیشن برائے اطفال اور جیلوں کی اصلاحات یقیناً ان کے قابل ستائش کارنامے ہیں جب تک ان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی میں بھی آپ کی طرح ان سے متعلق بہت سے "قصے کہانیاں" سن چکا تھا لیکن ملاقات سے ان کے بارے میں تاثر یکسر بدل گیا۔ کہتے ہیں کہ 60 سالہ آدمی ریٹائرڈ اس لئے کر دیا جاتا ہے کہ اس کی صلاحیتیں ساتھ چھوڑنا شروع کر دیتی ہیں سب سے پہلے حافظہ "گڑبڑ" ہوتا ہے لیکن یہاں معاملہ الٹا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ ان کی صلاحیتیں بڑھتی جارہی ہیں وہ آج بھی ہر فلاحی اور اجتماعی مفادات کے کاموں میں اپنی پوری ٹیم سے آگے پائے جاتے ہیں گزشتہ چار سال میں وفاقی محکموں سے متعلق لاکھوں شکایات نمٹا دیں بلکہ برسوں سے زیرالتوا ہزاروں شکایات پر بھی فیصلے کرا دیئے عام طور پر ایسے اداروں سے عوام کو شکایات ہوتی ہیں کیونکہ "انصاف" کیلئے انہیں ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں اور یہاں عوام کی بجائے حکومتی ادارے "وفاقی محتسب" سے ناخوش ہیں یہی نہیں، سلمان فاروقی ہر سال اپنی سالانہ رپورٹ پرنٹ کرا کے اپنی شفافیت اور ٹیم کی کارکردگی کا ایسا ڈھول بجاتے ہیں کہ بڑے بڑے مخالفین بھی دانتوں میں انگلیاں دبائے سکتہ میں دکھائی دیتے ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب سلمان فاروقی جیسے "کمال کے آدمی" مفاہمتی بےنظیر صدر آصف زرداری کی صفوں میں موجود تھے تو ان سے حقیقی معنوں میں فائدہ کیوں نہیں اٹھایا گیا؟ کاش "ہم اور آپ" ایسے باصلاحیت اور قابل ستائش و پذیرائی "کمال کے آدمیوں" کو پہچان سکیں کیونکہ یہ مٹی بڑی زرخیز ہے یہاں صرف "صاحب اقتدار" جوہریوں کی ضرورت ہے جو حقیقی معنوں میں جوہر شناس ہوں۔ ہم کیا وفاقی محتسب کے ادارے سے استفادہ کرنے والے ان کی صحت اور طویل عمری کیلئے دعا گو ہیں خدا کرئے کہ ان کی یہ فتوحات اس عزم و عمل کے ساتھ جاری رہیں یہ بات تو وہی جانتے ہیں کہ ان کا یہ جذبہ خوف خدا اور تشکر خدا میں کارفرما ہے یا مخلوق کے درد کے احساس میں، ہمیں تو صرف اتنا پتہ ہے کہ اللہ کو پسند ہے وہ دل جس میں مخلوق کا درد ہو اور وہ آنسو جو خوف خدا سے گرے۔ کاش دوسرے انصاف کے ادارے بھی مخلوق خدا کے اس درد سے آشنا ہو جائیں اب دیکھیں نا 1973ء کے آئین میں وفاقی محتسب کے ادارے کا ذکر موجود تھا اور پھر آئین کو بالائے طاق رکھنے والے جنرل ضیاالحق نے یہ ادارہ قائم کیا لیکن اسے فعال کرنے میں داماد ذوالفقار علی بھٹو نے اہم کردار ادا کیا اور آج مسلم لیگ ن کے حکومتی دور میں بھی یہی ادارہ کامیابی کے جھنڈے گاڑ رہا ہے اور حکومتی اداروں کے ستائے ہوئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اسی لئے ہم جیسے "اداروں" کے استحکام کی بات پوری ذمہ داری سے کرتے ہیں جہاں ادارے مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں ان ہی ریاستوں میں "بحران" کم ہوتے ہیں۔

(معروف صحافی قومی امور پر لکھتے ہیں)

☆......☆......☆